قرآن کیوں پڑھیں؟

ڈاکٹر عبدالمغنی

(۲)

قرآن کیسے پڑھیں؟

قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے اور اس کی آیات سے فائدہ اٹھانے کے لیے چند بنیادی باتیں مدّ نظر رکھنی چاہئیں۔

۱۔ سب سے پہلے تو یہی کہ قرآن کسی ایک موضوع یا چند موضوعات پر کوئی اس قسم کی تصنیف نہیں ہے جیسی تصانیف ایک خاص ترتیب و تنظیم کے ساتھ انسان کے قلم سے نکلتی ہیں۔ یہ کتاب ایک اصلاحی و انقلابی پیغام کی ان ہدایات پر مشتمل ہے جو خداوند تعالیٰ نے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر فرد اور پورے سماج کی بہتری کے لیے ایک عملی تحریک کے مختلف مواقع و مراحل پر عطا کیں۔

۲۔ خدائی پیغام کی اس نوعیت اور وقت کی ضرورت کے لحاظ سے متعدد بیانات ایسے ہیں جو بار بار دیے گئے ہیں' اگرچہ بعض اوقات کچھ ردّ و بدل کے ساتھ۔

۳۔ کسی بھی معاملے میں قرآن سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ شروع سے آخر تک ایک موضوع پر روشنی ڈالنے والی تمام آیات کا مطالعہ و تجزیہ کرکے مجموعی نتائج نکالے جائیں۔ قرآن کی بہترین تفسیر خود قرآن ہے اور قرآن کی آیتیں ایک دوسری کی تشریح و توضیح کرتی ہیں۔ لہٰذا علمی طور پر قرآن کی منظم و مربوط تلاوت کرنی چاہیے۔

۴۔ ایک کتاب سے صحیح معنوں میں استفادہ کرنے کے لیے مصنف پر اعتماد ضروری ہے اور جب مصنف ' خداوندِ عالم ہو تو اس کی کتاب پر اگر ایمان نہیں تو اعتبار ایک بالکل فطری اور معقول بات ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھتے وقت پورے خلوص کے ساتھ خدا سے ہدایت طلب کرنی چاہیے' کم از کم دماغ و

دل کو ہر قسم کے تعصبات سے خالی کرکے یکسوئی کے ساتھ خدا کے الفاظ پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔

۵۔ قرآن خدا کا آخری لفظ ہے اور اس میں خدا کے پچھلے الفاظ بھی صحیح طور پر محفوظ کر دیے گئے ہیں۔ لہٰذا خدا کے ایک ایک لفظ کی اہمیت اچھی طرح سمجھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ یہی کتاب سچائی تک پہنچنے کا راستہ دکھاتی ہے اور حقیقت اس کے ہی صفحات میں پائی جاتی ہے۔

۶۔ یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ بعض ایسے امور کے بارے میں جن پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے' یا ہے' قرآن کے بیانات حرفِ آخر (Last word) ہیں' اس لیے کہ ان کے مقابلے میں دوسرا کوئی بیان بھی کسی تحقیق پر مبنی نہیں' محض قیاسات کا کھیل ہے یا چند اغراض و مفادات کے لیے وضع کیا گیا ہے' خواہ وہ بیان سائنس دانوں' فلسفیوں اور اسکالروں کا ہو یا مذہبی علما و مشائخ اور صوفیا کا۔ معیار حق سب سے بڑھ کر' اصلی اور قطعی طور پر' صرف قرآن ہے۔

۷۔ قرآن میں دو طرح کی آیتیں ہیں' زیادہ تر محکمات ہیں' جو بالکل واضح ہیں اور ان میں قطعی احکام و ہدایات دیے گئے ہیں' جب کہ معدودے چند متشابہات ہیں' ایسی آیتوں کا تعلق زندگی کے عام مسائل سے ہے بھی نہیں۔ یہ بعض خاص امور کے متعلق چند اشارات ہیں۔ لہٰذا معقول علمی طریقہ یہ ہے کہ متشابہات میں الجھنے کے بجائے محکمات پر توجہ مرکوز کی جائے' اگرچہ دونوں قسم کی آیات کے من جانب اللہ ہونے پر یقین کیا جائے۔

مطالعۂ قرآن کا حاصل

اگر صحیح طریقے پر قرآنِ حکیم کا مطالعہ کیا جائے تو اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ حیات و کائنات کا حقیقی علم حاصل ہو جانے کی وجہ سے انسان کے دل میں وہ خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ اور ہر قسم کی فلاح و ترقی کا ذریعہ ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُاط (فاطر:۲۸)

(حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں)

یہ تقویٰ یعنی پرہیزگاری کا معیار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے بار بار خدا کا انکار کرنے والوں، کفار و مشرکین، کو جاہل اور احمق کہا ہے، خواہ وہ اپنے گمان میں کتنے ہی بڑے بقراط و سقراط بنے بیٹھے ہوں اور دنیا کے لوگ بھی عام طور پر ان کو علامہ دھر سمجھتے ہوں، اس لیے کہ جو شخص آسمان سے زمین تک، آفاق و انفس میں پھیلے ہوئے حقائق کو صبح و شام دیکھ کر بھی خدا کے وجود کا قائل نہ ہو وہ یقیناً ایک بے خبر، بے علم، نادان اور بے وقوف انسان ہے اور اگر وہ کسی علم کا اظہار کرتا ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا، اگرچہ اس کے نتائجِ فکر اگر کچھ ہیں تو ان پر غور کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بہرحال، معتبر اور نافع علم وہی ہے جو فطرت کے ساتھ ساتھ خالقِ فطرت کی معرفت سے بھی بہرہ ور ہو۔ جس کسی کو یہ معرفت حاصل ہو جائے گی اس کے اندر خوفِ خدا بھی لازماً پیدا ہوگا اور یہی اس کے علم و دانش اور بصیرت و آگہی کی پہچان اور پرکھ ہوگی۔

قرآن مجید نے ایسے ہی نتیجہ خیز علم رکھنے والوں کو "اَلرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ" یعنی ماہرِ فن اور بالغ نظر کہا ہے، جن کا علم پختہ، مکمل اور مؤثر ہے، وہ غرور و تکبر نہیں کرتے، فریبِ نفس میں مبتلا نہیں ہوتے، سرکشی کے بجائے خاکساری اختیار کرتے ہیں، اس خدا کی بندگی و فرماں برداری ہی ان کی روش ہوتی ہے جس نے انہیں علم کی توفیق دی اور علم کے ذریعے انسان کو دیگر مخلوقات حتیٰ کہ ملائکہ پر فضیلت بخشی، جب کہ خدا کے حکم سے بغاوت کرنے والے ابلیس کو، اس کے تمام دعوائے برتری کے باوجود، مردود قرار دیا، لٰہذا قرآن کے مطالعے سے حاصل ہونے والا علم تقویٰ کی اس دولت کا حامل ہوتا ہے جو دنیا میں ایک صحیح طور پر کامیاب زندگی کی واحد ضمانت ہے۔

قرآنی علم انسان کو کائنات کی وسعتوں اور نفس کی گہرائیوں کے ساتھ ساتھ دنیوی زندگی کی حدود اور الجھنوں سے آگاہ کرتا ہے۔ یہ آگہی ایک ایسی بصیرت پیدا کرتی ہے جس سے آدمی اپنے آپ اور اپنے خدا دونوں کو پہچان لیتا ہے، پھر اسے اپنا مقصدِ حیات معلوم ہو جاتا ہے اور وہ دینِ فطرت پر پورے ایمان کے ساتھ اس کے بتائے ہوئے طریقے پر یکسوئی کے ساتھ عمل کرنے لگتا ہے، جس کے نتیجے میں دنیا سے آخرت تک سنور جاتی ہے۔ اس طرح علمِ قرآنی، انسان کو ایک عمدہ و اعلیٰ زندگی کا راستہ دکھاتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (النحل: ۹۷)

بقیہ بر صفحہ ۵۰